امام الدین مہر
ریسرچ اسکالر، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

صفات اولیاء اللہ پر مشتمل قرآنی آیات کا تحقیق و تجزیہ

Abstract:

There are several stages love and nearness to Allah at one stage it encompasses all the creatures of the universe without exemption for it is the base and essence of existence.

The second stage is only meant for a few selected virtuous fellows and those pious souls and known at Auliya Allah (Friends of Allah).

It is narrated in Hadith Qudsi that a fellow being wins nearness to Allah through optional prayers. This nearness and love increases to the extent that Allah Himself loves that fellow being.

The tradition goes on the ultimately the vision of fellow reflects the vision of Allah strength of the Allah as and prayers the power of Allah. At this stage the fellow purely follows Allah's will and path with not a slightest of life carried against Allah's will.

In this category the prophets stand exalted among all humans because every prophet is infact wali (Friends of Allah) among prophets the Holy prophets status is supreme and exalted as a leader. The lowest stage in this category in the terms of Saregia (te mystics) is the) Qinar In this stage even in common man the love of Allah reaches at its height and his all actions are guided and principles by the willingness of Allah. The signs of this stage are excess re-remembrance of Allah and unconditional submission of the Allah. These are the two basic qualities that take on ordinary fellow to the status of Wali-ullah (Allah's friend).

کلیدی الفاظ

اللہ، ولی، قرآن، صفات، اولیاء اللہ، مربی، خشوع وخضوع، قنار، متصرف، کفیل

مقدمہ

اولیاء اللہ کا موضوع مسلمانوں کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ یہ ہستیاں عام مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل ہیں اور ان کی پاکیزہ زندگیوں سے سبق حاصل کرکے ہم اپنی زندگیوں کو بھی سنوار سکتے ہیں، لیکن اولیاء اللہ کے مصادیق کون ہیں اور ان کی کیا صفات ہیں ان کی پہچان ضروری ہے، مقالہ ہذا میں سب سے پہلے اولیاء اللہ کی لغوی اور اصطلاحی مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور صفات اولیاء اللہ پر مشتمل قرآنی آیات کو ترتیب کے ساتھ بیان کرکے مختصر تشریح کی گئی ہے اور آخر میں قرآن میں مذکورہ بعض آیتوں کو بھی ذکر کیا گیا ہے یہ مقالہ اولیاء اللہ اور ان کی صفات کو قرآن مجید کے حوالے سے پہچاننے میں مدد دے گا اور اس سے معاشرے میں حقیقی اور مصنوعی ولی کے درمیاں فرق بھی واضح ہو جائے گا۔

ولی کی لغوی معنٰی، سرپرست، محافظ، مُربی، متولی، یار، دوست، متصرف، مددگار، صاحب، کفیل، ذمہ دار، نیک بندہ، صاحب اختیار، ولی کی جمع اولیاء(1) ہے۔ ولی کا مصادیق میں بحث ہوگی البتہ ہر نبی اللہ کے ولی ہونے پر امت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس میں سب سے اونچا مقام سید الانبیاء نبی کریم ﷺ کا ہے اور ادنیٰ درجہ اس ولایت کا وہ ہے جس کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں درجہ قنار کہا جاتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کے آدمی کا قلب اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسا مستغرق ہو کہ دنیا میں کسی کی محبت اس پر غالب نہ آئے۔ وہ جس سے محبت کرتا ہے تو اللہ کے لئے کرتا ہے جس سے نفرت کرتا ہے تو اللہ کے لیے کرتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں مشغول رہتا ہے اور وہ ہر ایسی چیز سے پرہیز کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند ہو۔ اسی حالت کی علامت کثرت ذکر اور اطاعت دوام ہے یہ دو صفتیں جس شخص میں موجود ہوں وہ ولی اللہ کہلاتا ہے۔ قرآن کی مختلف آیتوں میں اولیاء اللہ کی صفات واضع طور پر بیان ہوئی ہیں۔ اور جن افراد میں یہ ساری صفات مکمل طور پر موجود ہوں وہ اپنے دور کے ولی ہیں۔ لیکن ان صفات کا ہر ایک شخص میں ہونا مشکل ہے اور اس بارے میں دعویدار زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو پہچاننے کا سب سے اولین ذریعہ قرآن مجید کی آیات ہیں اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے (فرامین) اور احادیث ہیں۔ لیکن مقالہ

ہذا کو قرآنی آیات کے تناظر میں ان صفات کو بیان کرنے تک محدود کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں سورہ فرقان کی آیت ۶۳ سے ۷۷ تک اولیا کی تقریبا ۱۳ خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۔ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۔ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۔ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۔ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۔ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۔ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۔ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۔ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۔ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۔ أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۔ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۔ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۔ (2) اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے اور بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں دونا ہو گا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ اور وہ کہ جب ان کو سمجھایئے ان کے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اندھے ہو کر اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔(3)

سورۃ الفرقان کی آیات مذکورہ میں اللہ کے مخصوص اور مقبول بندوں کی تیرہ صفات و علامات کا ذکر آیا ہے۔

(۱) عباد ہونا: عباد عبد کی جمع ہے عبد کا ترجمہ ہے بندہ جو اپنے آقا کا مملوک ہو اس کا وجود اور اس کے تمام اختیارات و اعمال آقا کے حکم و مرضی موجب ہوتے ہیں۔

(۲) وہ زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں یعنی وہ زمیں پر اکڑ کر اور متکبرانہ انداز سے نہیں چلتے بلکہ وقار اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔

(۳) وہ جاہلوں کے جواب میں وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔ اور جاہلانہ باتیں کرنے والوں سے یہ حضرات انتقامی معاملہ بھی نہیں کرتے بلکہ ان سے درگذر کرتے ہیں۔

(۴) وہ رات، دن عبادت الٰہی میں گذارتے ہیں۔

(۵) وہ ہر وقت خدا کا خوف اور آخرت کی فکر رکھتے ہیں جس کے لئے عملی کوشش بھی جاری رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتے رہتے ہیں۔

(۶) اعتدال اور میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

(۷) یہ لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک نہیں کرتے جس سے شرک کا سب سے بڑا گناہ ہونا معلوم ہو۔

(۸-۹) وہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں یعنی اللہ کے مقبول بندے بڑے گناہ کی طرف نہیں جاتے جیسے ناحق قتل، زنا، شرک و کفر جو ناقابل معافی ہیں جو شخص ان مذکورہ گناہوں کا مرتکب ہو گا وہ اسکی سزا پائے گا۔

(۱۰) یہ لوگ جھوٹی اور باطل مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے: ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے ایسی مجلسوں میں شرکت نہیں کرتے جیسے مشرکین کی عیدیں اور میلے اور گانے بجانے کی محفلیں وغیرہ

(۱۱) بے ہودہ مجلسوں پر کبھی ان کا گذر اتفاقاً ہو جائے تو وہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

(۱۲) وہ آیات قرآنی پر غور و فکر کرتے ہیں: یعنی ان مقبول بندوں کی یہ شان ہے کہ جب ان کو اللہ کی آیات اور آخرت کی یاد دلائی جاتی ہے تو وہ ان آیات کے طرف اندھے اور بہروں کی طرح متوجہ نہیں ہوتے بلکہ سمیع و بصیر انسان کی طرح ان میں غور کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ غافل لوگوں کی طرح ایسا معاملہ نہیں کرتے کہ انھوں نے سنا ہی نہیں یا دیکھا ہی نہیں۔

(۱۴) اللہ کے مقبول بندے صرف اپنے نفس کی اصلاح اور اعمال صالح پر قناعت نہیں کر لیتے بلکہ اپنی اولاد، ازواج کی بھی اصلاح اعمال واخلاق کی فکر بھی کرتے ہیں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ئیں مانگتے رہتے ہیں حاصل یہ ہے کہ وہ اپنی بڑائی کی دعائیں نہیں بلکہ اپنی اولاد، ازواج کے متقی ہونے کی دعائیں بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالاصفات کے حامل انسان کے بارے میں خالق کائنات نے فرمایاہے۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔ (4) یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غمگین ہوں گے۔ جو وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔ 5)) ان آیات میں اولیاء کی دو صفات بیان ہوئی ہیں ایک یہ ان کا ایمان کامل ہوتا ہے اور دوسرا وہ پرہیز گار ہوتے ہیں۔

ایمان کامل کا مفہوم

اولیاء کا ایمان کامل ہونے سے کیا مراد ہے قرآن نے اس کی تصریح یوں کی ہے۔ " یومنون بالغیب"(6) لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ اور ان کا علم براہ راست عقل وحواس خمسہ کے ذریعے نہیں ہو سکتا اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، تقدیری امور، جنت و دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں آنے والے واقعات بھی، فرشتے، تمام آسمانی کتاب، اور تمام انبیاء شامل ہیں۔ اسی طرح ایمان کی مذکورہ تعریف سورۃ البقرہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۔ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔ (7) وہی لوگ مؤمن کامل ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کر دیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ اور وہی جو نماز قائم کرتے ہیں اور صدقہ وخیرات ادا کرے سوایسے لوگوں کا ایمان کامل ہے۔(8) اس آیت کے مطابق کمال ایمان کمال اطاعت کی نشانی ہے اور کمال ایمان اس وقت حاصل ہو گا جب اللہ کے ذکر سے مسلمان کا دل خوف زدہ ہو اور اللہ کی آیات سن کر اس کا ایمان قوی ہو اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کرے نماز قائم کرے اور صدقہ وخیرات ادا کرے سوایسے لوگوں کا ایمان کامل ہے۔ سورۃ انفال کے ان آیات میں مؤمنوں کی پانچ

صفتیں بیان ہوئے ہیں۔(۱)خوف خدا (۲)ایمان میں ترقی (۳)اللہ پر توکل (۴)اقامت صلوٰۃ(۵)اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ. الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ. وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ .فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ. وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ . وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ . أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ. الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (9) بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں جو فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (10) سورۃ مؤمنون کی پہلی آیات میں مؤمن کامل کے سات اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ یہ وہ اوصاف ہے جن سے ولی کی پہچان ہوتی ہے۔

(۱)وہ نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں: خشوع کے لغوی معنی سکون کے ہیں، خشوع کے بارے میں ترمذی کی ایک روایت کے مطابق اگر اس شخص (یعنی نمازی) کے دل میں خشوع وخضوع ہوتا تو اسکے اعضاء میں بھی سکون ہوتا۔

(۲) لغو سے پرہیز کرنا: لغو کے معنی فضول کلام یا وہ کلام جس میں دینی ودنیوی دونوں طرح کے فائدہ نہ ہونے کے ساتھ دینی ودنیوی ضرر ونقصان ہو تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا انسان کا اسلام تب اچھا ہو سکتا ہے جبکہ وہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے اسی لئے آیت میں اس کو مؤمن کامل کی خاص صفت قرار دیا ہے۔

(۳) جو زکوٰۃ دینے والے ہیں: شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے یعنی اپنے نفس کو رزائل سے پاک کرنا جیسا کہ شرک، ریا، تکبر، بغض، حرص، بخل جن سے نفس کو پاک کرنا تزکیہ کہلاتا ہے یہ سب چیزیں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔

(۴) وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں: یعنی وہ لوگ جو اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۵) وہ امانت کا حق ادا کرتے ہیں: لفظ امانت کی لغوی معنیٰ ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس پر اعتماد و بھروسہ کیا گیا ہو۔ اس کی بے شمار قسمیں ہیں۔ یہاں دو اقسام بیان کرتے ہیں۔ ایک حقوق اللہ کے متعلق امانات۔ جس میں تمام شرعی فرائض واجبات کا ادا کرنا اور تمام محرمات و مکروہات سے پرہیز کرنا ہے۔ اور دوسرا حقوق العباد یعنی کسی شخص نے کسی کے پاس امانت کے طور پر مال رکھ دیا یہ اس کی امانت ہے تو اس مال کی حفاظت اس کے واپس کرنے تک اس کی ذمہ داری ہے۔ اسکے علاوہ کسی نے کوئی راز کی بات کسی سے کہی وہ بھی اس کی امانت ہے بغیر اذن شرعی کے کسی کا راز ظاہر کرنا امانت میں خیانت ہے۔

(٦) وہ عہد کو پورا کرتے ہیں: یعنی کسی شخص سے کسی چیز کے دینے کا یا کسی کام کے کرنے کا وعدہ کرلے اسکا پورا کرنا شرعاً واجب ہو جاتا ہے حدیث میں ہے۔ وعدہ ایک قسم کا قرض ہے جیسے قرض کی ادائیگی واجب ہے ایسے ہی وعدہ کا پورا کرنا بھی واجب ہے بلا عذر شرعی اسکے خلاف کرنا گناہ ہے۔

(۷) نمازوں کی حفاظت کرنا: اس سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں جن کو اپنے وقت مستحب میں پابندی سے ادا کرنا مقصود ہے اوصاف مذکورہ کے حامل لوگوں کو اس آیت میں جنت الفردوس کا وارث فرمایا ہے اسی طرح ان اوصاف والوں کا جنت میں داخلہ یقینی ہے۔ یہ بات قابل نظر ہے کے ان سات اوصاف کی ابتداء بھی نماز سے اور اختتام بھی نماز پر ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ کے مذکورہ بالا صفات کے علاوہ کچھ اور بھی صفات کو قرآن نے بیان کی اہے جیسے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ- وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ- وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ- (11) وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا ملانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی ان لوگوں کے لئے ہے آخرت کا گھر۔ (12)

مذکورہ آیات میں اللہ والوں کی نو صفات کا ذکر ہوا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں۔

۲۔ کسی عہد و میثاق کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں۔

۴۔ وہ لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

۵۔ وہ لوگ برے حساب سے ڈرتے ہیں (برے حساب سے مراد حساب میں سختی)

۶۔ وہ لوگ جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتے ہیں۔

۷۔ نماز کو اس کے پورے آداب و شرائط اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

۸۔ وہ لوگ جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

۹۔ وہ لوگ برائی کو بھلائی سے دشمن کو دوستی سے ظلم کو عفو درگذر سے دفع کرتے ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کی یہ نو صفتیں بیان کرنے کہ بعد ان کی جزا یہ بیاں فرمائی کہ انھی لوگوں کے لئے ہے آخرت میں فلاح ہے۔ اس کے بعد ان حضرات کے لئے ایک اور انعام یہ ذکر فرمایا گیا کہ یہ انعام خداوندی صرف ان لوگوں کی ذات تک محدود نہیں ہو گا بلکہ ان کے آباء واجداد اور ان کی ازواج اور اولاد کو بھی اس میں سے حصہ ملے گا شرط یہ ہے کے وہ مسلمان ہونے کے ساتھ صالح بھی ہوں اگر چہ ان کے عمل بلند مقام پر پہونچنے کے قابل نہ ہوں تب بھی ان کو مقبول بندوں کی رعایت اور برکت سے اس بلند مقام پر پہونچا دیا جائے گا اس کے بعد دار آخرت میں ان کی فلاح و کامیابی کا مزید بیان یہ ہے کہ فرشتے ہر دروازے سے ان کو سلام کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں کہ تمہارے صبر کی وجہ سے تمہارے لئے تمام تکلیفوں سے سلامتی ہے۔

تقویٰ کا مفہوم

ایمان لانے کے بعد تمام فرائض اور واجبات کو ادا کرنا اور تمام محرمات اور مکروہات سے اجتناب کرنا ہے تقویٰ کہلاتا ہے اس کا پہلا درجہ کبیرہ گناہوں سے بچنا جبکہ دوسرا درجہ خلاف سنت اور خلاف اولیٰ کاموں سے بچنا ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے حضرت عمر بن خطاب سے پوچھا تھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ امیر المؤمنین: کبھی آپ کا ایسے راستہ پر بھی گذر ہوا ہو گا جو کانٹوں سے پر ہو حضرت عمر

نے فرمایا کئی بار ہوا ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا ایسے موقع پر آپ نے کیا کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ دامن سمیٹ لئے اور نہایت احتیاط سے چلا۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ بس تقویٰ اس کا نام ہے۔ یہ دنیا ایک خارستان ہے گناہوں کے کانٹوں سے بھری پڑی ہے اس لئے دنیا میں اس طرح چلنا اور زندگی گذارنا چاہئے کہ دامن گناہوں کے کانٹوں سے نہ الجھے اس کا نام تقویٰ ہے جو سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہے۔ مذکورہ صفات کے علاوہ اولیا اللہ کی مزید صفات کو قرآن نے بیان کیا ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (13) راہ بتلائی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے روزی دی ہے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی مانتے ہیں وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔(14)

مذکورہ بالا آیات میں متقین کی پانچ صفات بیان ہوئی ہیں۔ ۱۔ غیب پر ایمان رکھتے ہیں ۲۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ ۳۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۴۔ تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتے ہیں ۵۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ جس میں یہ مذکورہ صفات موجود ہوں وہی لوگ ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والوں میں سے ہیں۔ اسی طرح ایک اور آیت میں فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (15) اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں کفار سے الگ اور ممتاز کردے گا اور تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو مٹادے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (16) اس آیت میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کو فرقان عطا ہونے کا ذکر ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی بصیرت اور فراست عطا فرمادیتا ہے کہ ان کو اچھے برے میں فیصلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اس آیت میں تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جزا مرتب کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں ہے۔ ۱۔ تمہیں کفار سے الگ کردے گا۔ ۲۔ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو گے تو وہ تمہارے صغیرہ گناہوں کو مٹادے گا۔ ۳۔ آخرت میں تم پر لطف و کرم فرماکر تمہیں جنت میں داخل کرے گا اور کافروں کو ذلیل و رسوا کرکے دوزخ میں داخل کردے گا۔

اولیاءاللہ کے بعض قرآنی نمونے

قرآن نے ایک طرف آیات میں اولیااللہ کی صفات بیان کی ہے تو دوسری طرف اولیااللہ کی مثالیں بھی قرآن میں ذکر کئے ہیں تاکہ انسان کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں، یہاں صرف چند اولیائے الٰہی کو ذکر کریں گے۔

حضرت مریم کا ذکر

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (17) جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی عبادت گاہ میں) تو موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں ایک بار بولے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ رزق مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے (18)

تو اس طرح بے موسمی میوے جنت سے اس کے لئے آتے تھے اس نے کبھی اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا اور اس نے چھوٹی عمر میں کلام کیا۔ یہ آیت اولیاء کی کرامات کا دلیل ہے۔ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا۔ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ (20)

یہ ایک ولی کی صفت ہے کہ سوکھے کھجور کے درخت کو جب حضرت مریمؑ کا ہاتھ لگا تو اس میں کھجوریں بھی ہوگئی اور تیار ہو کر اس کے آگے آکر گر پڑیں پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ کھا اور پی اسی طرح اس نے کھا پی کر ٹھنڈک حاصل کی۔ اسی طرح ایک اور شخصیت حضرت آصف بن برخیا کی ہے۔

حضرت آصف بن برخیا

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ (21) بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ۔ (22) یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ کسی طرح بلقیس کا تخت شاہی بلقیس کے پہنچنے سے پہلے حاضر ہو جائے اس لئے حاضرین کو جن میں جنات بھی تھے خطاب فرما کر تخت لانے کیلئے فرمایا تخت شاہی کا انتخاب اسلئے کیا گیا کہ وہ اسکی سب سے زیادہ محفوظ چیز تھی جس کو سات محلات شاہی کے وسط میں ایک محفوظ محل کے اندر مقفل کر کے

رکھا تھا کہ اسکے اپنے آدمیوں کا بھی وہاں تک گذر نہ تھا اس کا بغیر دروازہ توڑے یا قفل توڑے ہوئے منتقل ہو جانا اور اتنی مسافت بعیدہ پر پہنچ جانا یہ حق تعالیٰ کی ہی قدرت کاملہ سے ہو سکتا ہے۔ تو یہ تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب میں سے آصف بن برخیا نے تصرف کے ذریعے لا کر حاضر کیا جو ان کی کرامت کہلائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو اسم اعظم کا علم تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جو کچھ مانگا جائے اللہ کی طرف سے عطا کر دیا جاتا ہے۔ یہ عظیم کارنامہ ان کی امت کے کسی آدمی کے ذریعہ ظاہر ہوا جس سے بلقیس پر اور زیادہ اثر پڑے اسلئے بجا خود یہ عمل کرنے کہ اپنے اصحاب کو فرمایا۔ ایسے کام نیک بندوں کے اعمال صالح کے سبب ہوتے رہتے ہیں جو کرامات کہلاتے ہیں۔ مذکورہ بالا دو شخصیتوں کی طرح قرآن میں ذکر ہوا ہے۔

اصحاب کہف کا ذکر

(الف) وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ(23). اور تو دیکھے گا سورج کو جب وہ ابھرتا ہے تو وہ ہٹ کر گذرتا ہے ان کے غار سے دائیں جانب اور جب وہ دوبتا ہے بائیں طرف کتراتا ہوا دوبتا ہے۔(24) حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں۔ یہ بھی ایک کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اجسام سلامت رکھنے کے لئے سورج کے ابھرنے اور غروب ہونے کہ وقت سورج کو ان کے اوپر سے نہیں گذارتا۔ اسی سورت میں ایک دوسری جگہ پر بھی ذکر ہوا۔

(ب) وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ-(25) (اور اگر تو دیکھے تو) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ہم اس کے کروٹیں دائیں بائیں تبدیل کرتے ہیں۔ (26) مذکورہ آیت میں یہ بیان ہوا ہے کے ان لوگوں کو دھکنے والے ان کی کھلی ہوئی آنکھوں کی وجہ سے یہ کہیں کے یہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں یعنی اولیا میں ایسی صفات (رعب وہیبت) ہوتی ہیں جو مذکورہ آیت میں بیان کی گئی ہیں جو ان لوگوں کی کرامت بھی کہلاتی ہے۔

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ قرآنی مجید نے اولیااللہ کی پاکیزہ صفات کو بیان فرمایا ہے۔ اگر قرآن مجید میں موجود اولیااللہ کے ان انمول نمونوں کو انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے معاشرے میں نافذ کیا جائے تو یقیناً ہمارا

معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ اولیاء کی روش زندگی بلا تفریق معاشرے کے افراد کے مابین وصل پیدا کرنے میں کردار ادا کرتی ہیں نہ کہ فصل۔

حوالہ جات

۱۔ فیروز الدین، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز لاہور "حسن اللغات فارسی، اردو جدید ترین" اور ینٹل بک لاہور

۲۔ القرآن، ۲۵ / ۶۳ تا ۷۷

۳۔ عثمانی، محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارت المعارف کراچی ۱۹۹۹ء، ج ۶، ص ۵۴۵ تا ۴۶

۴۔ القرآن، ۱۰ / ۶۴ تا ۶۶

۵۔ عثمانی، تفسیر معارف القرآن ج ۴، ص ۵۴۶، ۵۴۵

۶۔ القرآن، ۲/۳

۷۔ القرآن، ۸ / ۶ تا ۸

۸۔ سعیدی، مولانا غلام رسول، تبیان القرآن ج ۴، ص ۵۴۱، سعیدی بک اسٹال اردو بازار لاہور ۲۰۰۰ء

۹۔ القرآن، ۲۳ / ۱ تا ۱۱

۱۰۔ بریلوی، احمد رضا خان، حاشیہ نعیم الدین مراد آبادی، کنز الایمان، اتفاق پبلیشرز، لاہور، ص 615

۱۱۔ القرآن، ۱۳ / ۲۰ تا ۲۴

۱۲۔ عثمانی، تفسیر معارف القرآن، ج ۵، ص ۱۸۷ تا ۸۸

۱۳۔ القرآن، ۲/ ۳ تا ۶

۱۴۔ الازہری، پیر محمد کرم، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن لاہور ۱۹۹۵ء، ج ۱، ص ۳۰ تا ۳۲

۱۵۔ القران، ۸ / ۲۹

۱۶۔ سعیدی، تبیان القرآن، ج ۴، ص ۶۱۸

۱۷۔ القرآن، ۳ / ۳۷

۱۸۔ الازہری، ضیاء القرآن، ج ۱، ص ۲۲۵

۱۹۔ القرآن، ۱۹ / ۲۵ تا ۲۶

۲۰۔ عثمانی، معارف القرآن، ج ۶، ص ۲۳

۲۱۔ القران، ۲۷ / ۴۰

۲۲۔ عثمانی، معارف القرآن، ج ۶ ، ص ۵۸۲

۲۳۔ القرآن، ۱۸ / ۱۷

۲۴۔ الازہری، ضیاء القرآن، ج ۳ ص ۱۸

۲۵۔ القران، ۱۸ / ۱۸

۲۶۔ الازہری، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۱۸